(۲۹؍رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ)

الحمد للّٰہ نحمدہ ونستعینه ونستغفرہ ونؤمن به ونتوكل علیه ونعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیأت اعمالنا، من یھدہ اللّٰہ فلا مضل له ومن یضلله فلا ھادی له ونشھد ان لا الٰه الا اللّٰہ وحدہ لا شریك له ونشھد ان محمداً عبدہ ورسوله صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وعلٰی اٰله وصحبه اجمعین.

اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

﴿وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝﴾ (۲۵-۳۰)

ختمِ قرآن موقعِ خوشی یا استغفار:

آج قرآنِ مجید کا ختم ہوا، آپ نے قرآن سن لیا اس لحاظ سے یہ خوشی کی بات ہے، مگر ایک دوسرے پہلو سے یہ خوشی کا موقع نہیں بلکہ استغفار وتوبہ کا موقع ہے، وہ یہ کہ ہم نے قرآنِ مجید کا کیا حق اداء کیا؟ رمضان المبارک کے کیا حقوق ادا کیے؟ ہماری عبادت کی کمیت کیا رہی؟ پھر کیفیت کیا رہی؟ یعنی عبادت کی مقدار کیا ہوئی؟ پھر جس مقدار میں ہوئی اس میں اخلاص کتنا تھا؟ توجہ کتنی تھی؟ فکرِ آخرت کتنی رہی؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿كَانُوْا قَلِيْلاً مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝﴾ (۵۱-۱۷،۱۸)

اللہ تعالیٰ کے بندے راتوں کو بہت کم سوتے ہیں، اولاً تو "قَلِيْلاً" کے معنی ہی کم کے ہیں، پھر اس پر تنوین ہے جس کے معنی ہیں اور کم، آگے "مِنْ" ہے اس کا مطلب ہے اور کم، اس کے بعد پھر "مَا" ہے اس کے معنی بھی ہیں اور کم، گویا چار تاکیدوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ہمارے بندے راتوں میں ہماری یاد میں اس طرح لگ جاتے ہیں کہ وہ کم کم کم کم سوتے ہیں، ہماری یاد میں لگے رہتے ہیں، بہت ہی کم سوتے ہیں، جب صبح ہونے لگتی ہے تو خوشیاں نہیں مناتے، مٹھائی نہیں کھاتے بلکہ: "وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ" وہ اللہ کے بندے ساری رات عبادت کر کے بوقت سحر توبہ و استغفار میں لگ جاتے ہیں کہ یا اللہ! ہم سے تیری عبادت کا حق اداء نہیں ہوا، اس پر استغفار کرتے ہیں۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۝﴾ (۲۳-۶۰)

ہمارے بندے جب کوئی عبادت کر رہے ہوتے ہیں تو ان کے دل دہل رہے ہوتے ہیں، کیوں؟ اس لئے کہ ہماری عبادت اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے والی ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ثواب کی بجائے گرفت ہو جائے، عذاب ہونے لگے، گرفت ہو جائے کہ تم نے ہماری کیسی ناقص اور نکمّی عبادت کی، عبادت کرتے ہوئے بھی ان کے دل دھڑک رہے ہوتے ہیں کہ نہ معلوم یہ قبول بھی ہے یا نہیں؟ یا اللہ! تو قبول فرما لے۔

آج کی رات میں لوگوں کو ایک ہی بات یاد رہتی ہے کہ خوشی کا موقع ہے، خوشی مناؤ، مٹھائیاں کھاؤ اور کھلاؤ، اللہ کے بندو! اس کے ساتھ یہ بھی تو سوچا ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کچھ ہدایات بھی دی ہیں، صرف خوشی ہی نہیں، قرآن کے کچھ دوسرے حقوق بھی ہیں۔ اللہ کے وہ بندے جن کا اتنا اونچا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی صفات قرآنِ مجید میں بیان فرما رہے ہیں کہ ہمارے بندے ایسے ہیں ان کی صفات و کیفیات ایسی ہیں، ان کی تو یہ حالت ہے کہ عبادت کرتے ہوئے بھی ڈرتے اور استغفار کرتے رہتے ہیں، ذرا سوچئے آج کے مسلمان کا کیا حال ہے کہ روزہ رکھے ہوئے ہیں، گناہ پھر بھی نہیں چھوڑتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص روزہ رکھ کر گناہ نہیں چھوڑتا اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی کوئی حاجت نہیں، یعنی بھوکا پیاسا مرتا رہے، ثواب کچھ نہیں۔

دوسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”روزہ جہنم سے ڈھال ہے، جب تک کہ اس کو جھوٹ یا غیبت سے پھاڑ نہ ڈالے۔“

یعنی اگر روزہ دار نے گناہ کر کے اس ڈھال کو پھاڑ ڈالا تو یہ روزہ جہنم سے نہیں بچائے گا، ڈھال جب ہی ہے کہ روزہ رکھ کر گناہ نہ کرے، مگر آج کے مسلمان کو تو گناہ کا ایسا چسکا پڑا ہے کہ یہ حدیث سن کر شاید روزہ رکھنا ہی چھوڑ دے گناہ تو چھوڑے گا نہیں، ان حالات میں ذرا سوچنا چاہئے کہ کس چیز کا موقع ہے، رونے کا مقام ہے، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کا موقع ہے یا خوشیاں منانے کا؟ چلئے آپ کی بات مان لیتے ہیں کہ یہ خوشی و مسرت و شکر نعمت کا موقع ہے، تو سوچئے کہ شکر کیسے اداء کیا جاتا ہے؟ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں راتوں میں کھڑے رہتے اور اتنا قیام فرماتے، اتنی لمبی نماز پڑھتے کہ پاؤں پر ورم آ جاتا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ تو بخشے بخشائے ہیں، اتنی لمبی نمازیں

پڑھنے کی کیا ضرورت؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"افلا اکون عبدا شکورا"

ترجمہ: "میرے مولیٰ نے مجھے بخشا بخشایا کر دیا کیا میں اس پر شکر اداء نہ کروں؟۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شکر نعمت کے لئے زیادہ سے زیادہ عبادت فرماتے اور طویل سے طویل نماز اداء فرماتے، اللہ تعالیٰ کی طرف اور زیادہ توجہ فرماتے اور یہاں مٹھائی کھانے، مساجد میں چراغاں اور دوسری خرافات و بدعات سے شکر نعمت اداء کیا جا رہا ہے۔

کسی نے کسی سے پوچھا قرآنِ مجید میں دعائیں تو بہت سی ہیں آپ کو کون سی دعاء پسند ہے؟ کہنے لگا: سبحان اللہ! قرآن مجید کا کیا کہنا، اس کی ساری دعائیں ہی اچھی ہیں، مگر مجھے تو ایک دعاء بہت پسند آئی:

﴿رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ﴾ (۵-۱۱۴)

ترجمہ: "اے ہمارے رب! ہم پر آسمان سے دستر خوان اتار دے۔"

پھر پوچھا احکام میں سے کون سا حکم پسند ہے؟ کہا: سبحان اللہ! احکام بھی قرآن کے سب عمدہ ہیں، مگر ایک حکم مجھے بہت پسند ہے:

﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا﴾ (۷-۳۱)

ترجمہ: "کھاؤ اور پیو۔"

آج کے مسلمان کو بھی شکر نعمت کا ایک ہی طریقہ یاد ہے کہ کھاؤ اور کھلاؤ، یہ نہیں کہ قرآن پر کچھ عمل بھی ہو، اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش بھی ہو، کچھ نہیں اس کی طرف کوئی توجہ نہیں۔

شاید سمجھتے ہیں کہ ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں ہوتی ہے، مغفرت کے لئے ہمیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں، یہ جو آپ لوگ ہمیشہ سنتے رہتے ہیں کہ

رمضان المبارک میں سب کی مغفرت ہو جاتی ہے، عید کے دن سارے ہی بخش دیئے جاتے ہیں، خوب سن لیجئے! کہ مغفرت صرف ان ہی لوگوں کی ہوتی ہے جو خود اپنی مغفرت چاہتے بھی ہوں، جو گناہ چھوڑ دیتے ہیں، استغفار کرتے ہوں ابھی ابھی آپ نے حدیث سنی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا روزہ جہنم سے ڈھال ہے اور ڈھال اسی وقت تک ہے کہ اسے پھاڑا نہ جائے، اگر گناہوں کے ذریعہ اسے پھاڑ دیا گیا تو یہ کسی کام کی نہیں رہی۔

قرآن کے حقوق:

بات یہ چل رہی تھی کہ قرآن کا صرف یہی حق نہیں کہ ایک بار سن کر ختم کر کے خوشی منالی جائے، مٹھائی تقسیم کر دی جائے، قرآن کے کچھ اور حقوق بھی ہیں، سب سے بڑا حق ہے قرآن پر عمل کرنا، عمل تو درکنار آج مسلمان کو قرآنِ مجید کے الفاظ بھی صحیح نہیں آتے، یقین نہ آئے تو سن کر دیکھ لیجئے، شاید لاکھوں میں ایک مسلمان ایسا ہو کہ قرآن صحیح پڑھتا ہو ورنہ سب لوگ قرآن کے نام سے جو پڑھتے ہیں اللہ جانے کیا پڑھتے ہیں؟ کون سی زبان پڑھتے ہیں؟ قرآن تو ہے ہی نہیں، قرآن تو جب ہی ہوگا کہ اس کے ہر حرف کو دوسرے سے الگ اس کے صحیح مخرج سے اداء کریں گے، مثلاً ذ، ز، ض، ظ یہ چار الگ الگ حروف ہیں، اسی طرح ث، س، ص یہ بھی الگ الگ ہیں، جب تک آپ ان میں فرق نہیں کریں گے فرق بھی ایسا کہ سننے والے کو پتا چل جائے کہ یہ کون سا حرف نکال رہا ہے، اس وقت تک وہ قرآن نہیں کہلائے گا، وہ آپ کی اپنی زبان ہوگی، میں حیران ہوں مسلمان دوسری زبانوں میں خصوصاً انگریزی میں تو بہت ہوشیار ہے، کوئی بولنے میں ذرا بھی غلطی کرے فوراً پکڑیں گے، مگر قرآن کتنا ہی غلط پڑھا جائے، کوئی پوچھنے والا ہی نہیں، اگر آپ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی خاطر قرآن سنتے ہیں تو پھر میں کہوں گا کہ اللہ کے لئے قرآن صحیح کرنے کی کوشش کیجئے، ایک بات

ابھی ابھی اللہ تعالیٰ نے دل میں ڈالی، مجھے ہمیشہ سے یہ افسوس ہوتا ہے کہ مسلمان نے قرآن کو کھانے پینے کا دھندا بنا رکھا ہے خوانیاں کرتا کراتا ہے، مگر عمل کچھ نہیں، قرآن پڑھتا رہتا ہے، مگر سدھرتا نہیں، اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا، آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ وجہ ابھی سمجھ میں آئی کہ یہ خوانیوں والے قرآن نہیں پڑھ رہے ہوتے اسے جو بھی نام دیں یہ قرآن نہیں، قرآن تو جب ہی ہوگا کہ اسے قرآن کے قواعد کے مطابق پڑھیں۔

ایک مثال پہلے بھی بتائی تھی کہ عرب اور ایران کے لوگ ''ٹ'' نہیں بول سکتے اس کی بجائے ''ت'' کہتے ہیں، یہاں ایران کے ایک مہمان آئے میں نے کھانا سامنے رکھا، اور مزاحاً کہا روتی کھایئے، اب آپ بتائیں کہ روٹی کو کوئی روتی کہے تو کیا آپ سمجھ جائیں گے کہ یہ کیا کہہ رہا ہے؟ آپ تو یہی سمجھیں گے کہ شاید یہ کہہ رہا ہے کہ فلاں لڑکی رو رہی ہے، کون سمجھے گا کہ یہ روٹی کہہ رہا ہے روتی کا مطلب کچھ اور ہے اور روٹی کا مطلب کچھ اور، اسی طرح عرب میں ''پ'' کا حرف نہیں ہے، وہ پانی کہنا چاہیں گے تو اس کی بجائے بانی کہیں گے یا فانی، اب آپ کیا سمجھیں گے کہ یہ کیا کہہ رہا ہے؟ بانی کے معنی تو ہیں کسی چیز کی بنیاد رکھنے والا اور فانی کے معنی ہیں فنا ہونے والا، ان کے معنی کون سمجھے گا؟ عربی ''و'' اور اردو ''و'' میں بھی بہت فرق ہے۔ عربی ''و'' دونوں ہونٹوں کو ملا کر بولی جاتی ہے، جسے انگریزی میں ''ڈبلیو'' کہتے ہیں، اس کے برعکس اردو ''و'' بولنے کے لئے نچلا ہونٹ اوپر کے دانتوں سے لگایا جاتا ہے جسے انگریزی میں ''وی'' کہتے ہیں، عربی میں یہ حرف نہیں انہیں انگریزی کے الفاظ عربی رسم الخط میں لکھنے کی ضرورت پیش آئی تو ''وی'' کے لئے نیا رسم الخط ایجاد کرنا پڑا، ''ف'' پر تین نقطے ''ڤ'' چنانچہ ''وٹامن'' کو ''ڤیتامین'' لکھتے ہیں ''وی'' کی طرح ''ڈی'' اور ''ٹی'' بھی عربی میں نہیں مگر ان دونوں کے لئے انہوں نے کوئی الگ رسم الخط نہیں بنایا بلکہ ''ڈی'' کو ''د'' کی صورت میں اور ''ٹی'' کو ''ت'' کی صورت میں لکھتے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ عربی میں ''د'' اور ''ڈ'' کے درمیان اور ''ت'' اور ''ٹ'' کے درمیان جتنا

فرق ہے اس سے کئی گنا زیادہ فرق عربی ''ؤ'' اور اردو ''ؤ'' کے درمیان ہے۔ اسی لئے تو وہ ''وی'' لکھنے کے لئے نیا رسم الخط ایجاد کرنے پر مجبور ہوئے مگر ''ڈی'' اور ''ٹی'' کے لیا نیا رسم الخط بنانے کی ضرورت نہیں محسوس کی۔ اب ذرا غور کریں کہ اگر کوئی قرآن مجید میں ''د'' کی جگہ ''ڈ'' اور ''ت'' کی جگہ ''ٹ'' پڑھے تو آپ اسے کیا کہیں گے؟ اس سے سمجھ لیں کہ عربی ''ؤ'' کی جگہ اردو ''ؤ'' پڑھنا اس سے بھی کئی گنا زیادہ برا ہے۔

عربی میں ث، س، ص، یہ تینوں الگ الگ حروف ہیں، ان کی آواز بھی ایک دوسرے سے بالکل الگ ہے اسی طرح ذ، ز، ض، ظ یہ چاروں الگ حروف ہیں، ہر ایک کی آواز دوسرے کی آواز سے الگ ہے اور ایک کی بجائے دوسرا حرف پڑھنے سے معنی بالکل بدل جاتے ہیں۔

میں نے ایک بچی سے نام پوچھا تو بتایا ''سمینہ'' میں نے کہا سمینہ تو موٹی کو کہتے ہیں، یہ کیسا نام رکھا؟ اس نے کہا کہ ''سے'' کے ساتھ سمینہ، میں نے کہا ''سے'' تو عربی میں کوئی حرف ہے ہی نہیں، تو بولیں، ''سے'' جس پر تین نقطے ہوتے ہیں، میں نے کہا ''سے'' پر تو کوئی ایک نقطہ بھی نہیں البتہ ''ثا'' پر تین نقطے ہیں، اب غور کیجئے کہ نام تو رکھنا چاہتے ہیں ثمینہ، جس کے معنی ہیں ''قیمتی'' مگر کہتے ہیں سمینہ یعنی موٹی۔

اسی طرح بہت سے لوگ بچی کا نام ''صائمہ'' رکھنے کے بارے میں پوچھتے ہیں مگر ''سائمہ'' کہتے ہیں، صائمہ کے معنی ''روزہ دار'' اور سائمہ کے معنی ''چرنے والی'' مجھے بہت تعجب ہوتا تھا کہ یہ نام ''چرنے والی'' کیوں رکھتے ہیں؟ ایک بار خیال آیا کہ کہیں یہ ''صائمہ'' کو تو ''سائمہ'' نہیں کہہ رہے؟ سائل سے پوچھا کہ ''ص'' سے یا ''س'' سے؟ تو بولے ''ص'' سے جب اس کی حقیقت کھلی، نام تو ''صائمہ'' بھی فضول ہے ''روزہ دار'' بھی بھلا کوئی نام ہے؟ مگر سائمہ ''چرنے والی'' کے بنسبت پھر بھی غنیمت ہے۔

اسی طرح ذل، زل، ضل، ظل چاروں کے معانی الگ الگ ہیں، ذل ''ذلیل

ہوا"، زل "پھسل گیا"، ضل "گمراہ ہوا"، ظل "قریب ہوگیا۔" لوگ سب کو ایک ہی طرح "زل" پڑھتے ہیں، اس لئے اگر آپ نے "ث" کی بجائے "س" یا "س" کی بجائے "ص" پڑھ دیا، یا "ز" کے بجائے "ذ" اور "ذ" کے بجائے "ظ" یا "ظ" کے بجائے "ض" پڑھ دیا تو یہ قرآن نہیں، ان حروف کا جب آپ الگ الگ تلفظ کرتے ہیں تو کہتے ہیں یہ "ظاء" ہے یہ "ضاد" ہے وغیرہ وغیرہ، اسی طریقہ سے تلاوت میں بھی جب تک ان کو الگ الگ ظاہر نہیں کریں گے جس سے سننے والا بھی سمجھ جائے کہ اس نے فلاں حرف اداء کیا ہے اس وقت تک یہ قرآنِ مجید کی تلاوت نہیں ہوگی۔ مجھے بڑا افسوس ہوتا تھا کہ لوگ قرآن پڑھ پڑھ کر اس پر عمل کیوں نہیں کر رہے؟ خوانیوں پر خوانیاں ہو رہی ہیں، مٹھائیاں بٹ رہی ہیں، خوشیاں منائی جا رہی ہیں، سب کچھ ہو رہا ہے، مگر قرآن کا کچھ اثر نہیں ہو رہا عمل کا نام تک نہیں مگر آج تسکین ہوگئی کہ یہ جو غلط سلط پڑھتے ہیں قرآن تو ہے نہیں اس پر غم کرنے کی کیا ضرورت؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کفار مجھے گالیاں دیتے ہیں مگر ان کی گالیاں مجھے نہیں لگتیں اللہ تعالیٰ ان کی گالیاں مجھ سے ہٹا دیتے ہیں، میں "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)" ہوں اور یہ "مذمم" کو گالیاں دیتے ہیں، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بجائے "مذمم" کہہ کر گالیاں دیتے تھے، مذمم کے معنی ہیں "برا" اور محمد کے معنی "تعریف کیا گیا۔"

اب معلوم ہوگیا کہ یہ قرآن تو پڑھتے نہیں اثر کس چیز کا ہو، عمل کس پر کریں؟ سو پہلا حق تو یہی ہے کہ قرآن کے الفاظ درست کیجئے! اگر قرآن پر ایمان ہے اس سے محبت ہے تو اسے بگاڑیئے مت! قرآن کر کے ہی پڑھئے! دنیوی تعلیم کے لئے کیا کچھ کر گزرتے ہیں کتنی کتنی فیسیں اداء کرتے ہیں؟ مگر دین کا یہ حشر کہ اس کی پوری تعلیم تو الگ رہی صرف قرآن کے الفاظ ہی اداء نہیں ہوتے۔

کئی سال پہلے کی بات ہے یہاں ایک بڑے میاں آگئے، کہنے لگے حضور میری

ماں مرگئی اور میں نے قرآن خوانی کرائی دوسرے لوگ قرآن پڑھتے تھے مگر میں نہیں پڑھ سکتا تھا، مجھے بڑی شرم آ رہی تھی، اب میں قرآن پڑھنا چاہتا ہوں، میں نے کہا غنیمت ہے، قبر کے قریب پہنچ کر ہی قرآن پڑھنے کی فکر پیدا ہوئی، آپ کا انتظام کر دیتے ہیں، مگر دو چار روز گزرے تو ان کا جوش ٹھنڈا پڑ گیا غائب ہو گئے، ایک بات تو یہ ہوگئی کہ قرآن کی تلاوت الفاظ کی تصحیح و تجوید کے ساتھ کریں دوسری بات عمل، کہ قرآن ہم سے کیا کہتا ہے؟ اس کے کیا تقاضے ہیں؟ ان کا پورا کرنا فرض ہے ورنہ کیا ہوگا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"القرآن حجة لك اوعليك" (مسلم)

تَرجَمَہ: "قرآن تمہارے حق میں گواہی دے گا یا تمہارے خلاف گواہی دے گا۔"

اگر اس پر عمل کیا تو تمہارے حق میں گواہی دے گا اور سفارش کرے گا اور اس کی سفارش اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے، قبر میں نور ہوگا، جہنم سے ڈھال ہوگا، اگر عمل نہیں کیا تو تمہارے خلاف گواہی دے گا کہ یا اللہ! مجھے پڑھتے رہے، خوانیاں کرتے رہے، عمل کچھ نہیں کیا، یا اللہ! مجھے انہوں نے ذلیل کیا تو انہیں ذلیل کر۔

اب سوچ کر فیصلہ کیجئے! کہ یہ مٹھائیاں کھانے اور خوشیاں منانے کا موقع ہے یا توبہ و استغفار کی کثرت کا؟ ہم نے قرآنِ مجید کے کتنے حقوق اداء کئے؟ رمضان المبارک کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے بددعاء فرمائی اس شخص کے لئے جس پر پورا رمضان گزر گیا مگر اس نے اپنی مغفرت نہ کروائی، جبریل علیہ السلام کی اس بددعاء پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین فرمائی، اور ایک روایت میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ حکم فرمایا ہے کہ میں بددعاء کروں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر آمین کہیں۔ جو شخص رمضان المبارک میں اپنی زندگی نہیں سنوارتا، نہیں سدھارتا اس شخص پر جبریل علیہ السلام کی

بددعاء ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمین، اس لئے یہ موقع بہت ڈرنے کا ہے اور آپ اس پر مٹھائیاں تقسیم کر رہے ہیں۔

تَنۡبِیۡہ:

قرآن صحیح پڑھنے کی تاکید سے کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ جو صحیح پڑھنے پر قادر نہیں وہ تلاوت ہی نہ کرے، مقصد یہ ہے کہ صحیح پڑھنے کی کوشش کرنا فرض ہے اگر کوشش کے باوجود صحیح نہیں پڑھ سکتا تو وہ معذور ہے، اس پر کوئی گناہ نہیں، اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے مگر اس کے لئے جو کوشش میں لگا رہتا ہے، جان بوجھ کر غفلت کرنے والے کے لئے نہیں۔

یا اللہ! تو ہماری ناقص عبادات کو قبول فرما، یا اللہ! قرآنِ مجید اور رمضان کی جتنی ہم نے حق تلفیاں کی ہیں، ان کے حقوق میں جتنی کوتاہیاں کی ہیں، جتنی غفلتیں کی ہیں، یا اللہ! تو سب معاف فرما، یا اللہ! تو کامل ہے، تیرا ہر کام کامل ہے، اور ہم ناقص ہیں، ہمارا ہر کام ناقص ہے، تو ہماری ناقص عبادت کو کامل قبولیت سے نواز! یا اللہ! تو رمضان و قرآن کے تمام انوار و برکات عطاء فرما، یا اللہ! قرآنِ مجید اور رمضان میں جتنی بھی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں ہمارے لئے مقدر فرما، یا اللہ! قرآن کو ہمارے لئے جہنم سے نجات کا ذریعہ بنا۔ یا اللہ! تو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرما، یا اللہ! ہمیں قرآنِ مجید کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرما۔ یا اللہ! اس نعمت کی قدر کرنے کی توفیق عطاء فرما، یا اللہ! تو قبر میں اسے نور بنا، یا اللہ! تو جنت میں باعث ترقی درجات بنا، یا اللہ! قرآن کے بارے میں رمضان کے بارے میں جتنے بھی تیرے وعدے اور بشارتیں ہیں ان سب کو پورا فرما، جو کوتاہیاں ہوئیں ان کو معاف فرما، یا اللہ! جو تھوڑا سا وقت باقی ہے اس میں گزرے ہوئے کی تلافی کی توفیق عطاء فرما، یا اللہ! ابھی بننے والوں کے لئے وقت ہے، یا اللہ! تو ہماری دستگیری فرما، یا اللہ! جو

تھوڑا سا وقت رہ گیا ہے اس کی قدر کی توفیق عطاء فرما، اے میرے اللہ! تو مدد فرما[1] پوری دستگیری فرما، اے اللہ! تیری دستگیری کے سوا کچھ نہیں ہوتا، تو ہماری مدد فرما، ہمیں صحیح سچے اور پکے مسلمان بنا، یا اللہ! وہ ایمان عطاء فرما، وہ توکل و اعتماد عطاء فرما، اپنی وہ محنت اور آخرت کی وہ فکر عطاء فرما جس پر تو راضی ہو جائے۔

وصل اللّٰھم وبارك وسلم علی عبدك ورسولك محمد
وعلی اٰلہٖ وصحبہ اجمعین.
والحمد للّٰہ رب العٰلمین.

---

[1] یہاں حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ پر شدید گریہ طاری ہو گیا اور سامعین کی بھی چیخیں نکل گئیں (جامع)